© rasailojaraid.com

جواہرِ مطالعہ

اثر انگیز اقتباسات

اس عنوان سے مشاہیرِ اہلِ علم کی کتابوں سے ایسی مفید اور اثر انگیز عبارات کا انتخاب پیش ہوتا رہے گا جو جامعیت اور افادیت کے لحاظ سے نہایت مؤثر اور مفید ہوں۔ ذیل میں مشاہیرِ اہلِ علم کی محسن کتابیں نامی کتاب سے دورانِ مطالعہ اخذ و انتخاب کیا گیا ہے۔ "ادارہ"

کتاب کی تاثیر | "ایک ہی کتاب کو بہت سے لوگ پڑھتے ہیں، اثر مختلف لیتے ہیں، ایک ہی کتاب ایک دل میں خشیتِ الٰہی پاکیزگی اخلاق اخلاص پیدا کرتی ہے۔ دوسرے دل میں الحاد تمرّد اور اخلاقِ رذیلہ اسی کتاب کے مطالعہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ فرق کیوں ہے؟ کتاب ایک مطالب وہی فرق ہے۔ تربیت استعداد قابلیت اور دل و دماغ پر صحبت کے اثر کا۔"

(نواب صدر یار جنگ حبیب الرحمٰن خان شروانی ص۱۲)

سیرتِ نبویؐ کی عمارت | "سیرتِ نبوی کی ہر بحث میں قرآن پاک میری عمارت کی بنیاد ہے اور حدیثِ نبویؐ اس کے نقش و نگار ہیں۔ اور اب یہی دونوں میرا سرمایہ اور یہی دونوں میرا زادِ راہ ہیں۔ ایک اصل ہے۔ دوسرا ظل۔ ایک وحی جلی ہے، دوسرا وحی خفی۔ ایک دلیل ہے۔ دوسرا نتیجہ جس کو یہ ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ وہ احول ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

(علامہ سید سلیمان ندوی ص۱۱)

طلبِ صادق کا اصول | "اصل میں طالبِ حق کیلئے کلی اصول ایک ہی ہے۔ اَلَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ صدقِ طلب شرط ہے پھر مجاہدہ کی کوئی راہ بھی حق رسی کا بہانہ بن جاتی ہے سُبُل کی جمع میں بھی اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ بظاہر اگر کوئی گمراہی کے راستہ پر بھی پڑ گیا ہو تو وہ بھی اپنی ہی راہ سے سبلنا کی طرف مڑ جاتا ہے۔ یا موڑ دیا جاتا ہے۔ مجھ کو تو خود اپنے اور اپنے سے زاید احباب میں اس کا مشاہدہ ہوا طالبِ صادق و اخلاص کی بڑی قیمت ہے۔ پیاس ہو تو پانی کی کیا کمی ہے

آب کم جو تشنگی آور بدست ~~~ تا کہ آبت جوشد از بالا و پست

البتہ جھوٹی پیاس استسقاء کی ہلاکت ہے۔"

(مولانا عبدالباری صاحب ندوی ص۳۱)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شاہ ولی اللہ اور خلافت فاروقی | شاہ صاحب (شاہ ولی اللہ دہلوی) کے انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابوبکرؓ کے دور کو عمرؓ کے دور کی تمہید سمجھتے ہیں اور عثمانؓ کے دور کو اس کا نتیجہ یا تکمیل اب اس تمام خلافت میں وہ اصلی چیز فاروقِ اعظم پہ توجہ کرتے ہیں۔ اور فاروقِ اعظم نے چونکہ کسریٰ و قیصر کی حکومت فتح کر کے حکومت بنائی تھی جو شاہ صاحب کی تفسیر میں مقصد تھا نزولِ قرآنی کا تو فاروقِ اعظم کے کام کو وہ نبوت کے بعد قرآن کا بہترین مصداق مانتے ہیں۔ اور اسی پہ وہ ساری قوت صرف کر دیتے ہیں"

(مولانا عبید اللہ سندھیؒ ص۴۱)

زہریلا لٹریچر مسموم کتابیں اور نوخیز اذہان | "اس ہوشربائی داستان سرائی میں طوالت سے میں نے قصداً کام لیا ہے۔ کیونکہ اپنے ان ہی ذاتی تجربات کی بنیاد پر میں ان مسموم ادبی کتابوں اور رسالوں کو نوخیز بچوں اور نوجوانوں کے لئے سمِ قاتل قرار دیتا ہوں جو حشراتی کیڑوں کی طرح آج آسمان و زمین سے ہر ہر گھر میں برس رہے ہیں۔ بچوں سے آگے بڑھ کر بچیوں تک کی تباہی و بربادی میں بے پناہ طوفانوں کا کام کر رہے ہیں، نسلیں برباد ہو رہی ہیں۔ اور گھرانے اجڑ رہے ہیں، مگر اس شکل میں کہ ان کاغذی سانپوں اور بچھوؤں سے ماں باپ بخوشی اپنے بچوں کو ڈسا رہے ہیں حکومت مدد کر رہی ہے۔ قوم کے لیڈر ایجوکیشن سوسائیٹیں اور خدا جانے کن کن شکلوں زہر کے یہ پیالے قوم کے نونہالوں کو بلیغ تقریروں اور فصیح اسپیچوں کے ذریعے پلا رہے ہیں۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہ تباہی کے اس طوفان کے انسداد کے سارے وسائل ختم ہو چکے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ہونے والا ہے۔ اور ہو کر رہے گا۔ ما قدر اللہ فسوف یکون۔ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ وَمَا لَہُمْ مِّنْ وَّالٍ"

(مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی ص۴۴)

نبراس شرح عقائد | "جب شرح عقائد شروع ہوئی۔ تو میرے ایک پنجابی ملتانی استاد مولانا محمد اشرف مرحوم نے شرح عقائد کی ایک گمنام شرح کا پتہ دیا اس کا نام نبراس ہے۔ اور اب بھی لوگ اس سے ناواقف ہیں۔ یہ ملتان ہی کے ایک معروف بزرگ مولانا عبد العزیز کی تصنیف ہے۔ اور ملتان ہی سے شائع بھی ہوئی ہے۔ کتاب منگائی گئی۔ واقعہ یہ تھا کہ اس کتاب میں عام درسی نصاب سے زیادہ مفید چیزیں ملنے لگیں اور اس کے مطالعہ میں زیادہ لذت ملنے لگی۔ میں اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ کہ علم کلام کا تصوف کے نظری حصہ سے جو تعلق ہے سب سے پہلے اس کا سراغ مجھے نبراس ہی کے چراغ کی روشنی میں ملا۔ اس میں کتابی الجھنوں سے زیادہ واقعات سے دماغوں کو قریب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔"

(ایضاً ص۵)

دیوبند کی غیر متعصبانہ تعلیم | "دیوبند کے دورۂ حدیث خصوصاً شیخ الہندؒ اور علامہ کشمیریؒ کے درس کا بھی اثر یہی ہوا۔ کہ غیر متعصب حنفی ہو گیا۔ اور بحمد للہ اس وقت یہی حال ہے۔ غیر متعصب کا مطلب یہ ہے کہ شافعی حنفی اختلافات میری نگاہوں میں چنداں وقیع نہیں ہیں۔ ہر سلسلہ کے بزرگوں کا احترام دینی حیثیت سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرتا ہوں اور خواہ مخواہ بلا ضرورت فتنہ پردازی کیلئے عوام کے سامنے ان فروعی اختلافات کو چھیڑ کر تفریق بین المسلمین جیسے کبیرہ کے ارتکاب کو مذہبی جرم خیال کرتا ہوں۔ (ایضاً ص۵۵)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے درس کے اثرات "۱۹۲۶ء میں تمام علوم وفنون درسیہ سے فارغ ہونے کے بعد مجھ کو حضرۃ مولانا سید محمد انور شاہ مرحوم سے بسلسلۂ دورۂ حدیث بخاری اور ترمذی کا درس لینے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرۃ شاہ صاحب کا درس کیا تھا علوم وفنون کا بحر زخار تھا جو شروع سے آخر تک پوری تیزی سے موجزن رہتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب اپنی تقریر میں کثرت سے نامور مصنفین وائمہ اسلام کے حالات ان کے علمی وعملی کارنامے اجتہادات اور ان پر تنقید وغیرہ بیان فرماتے رہتے۔ خصوصاً علامہ ابن جوزیؒ، حافظ ابن تیمیہؒ، حافظ ابن قیمؒ حافظ ابن حجر وغیرہم کا ذکر تو بہت ہی رہتا تھا۔ حضرۃ شاہ صاحب کی ان تقریروں سے ہی مجھ کو حافظ ابن تیمیہؒ حافظ ابن قیم کی کتابوں کا شوق ہوا اور میں نے ان دونوں اماموں کی متعدد کتابیں پڑھیں کچھ سمجھ میں آئیں اور کچھ نہیں آئیں۔ بہرحال پڑھیں سب۔" (مولانا سعید احمد اکبر آبادی۔ ص۴۸)

قرآن مجید اور بعض حفاظ گفتگو کا وبال "مرحومہ والدہ نے حفظ قرآن کے لئے مجھ کو ایک سن رسیدہ اور معمر حافظ صاحب کے پاس پہنچا دیا۔ اور میں حفظ قرآن میں مصروف ہو گیا۔ مجھ کو یاد ہے کہ میں ایک روز اسی مکتب میں پڑھ رہا تھا جس میں مجھ کو حفظ قرآن کیلئے بٹھا دیا گیا تھا کہ اتفاقاً سید محمد علی صاحب مرحوم تشریف لائے۔ میں حافظ صاحب کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ بچہ کس کا ہے؟ حافظ صاحب نے فرمایا کہ منشی مزاج علی (میرے والد کا نام ہے) کا۔ میں جانتا تھا کہ یہ صاحب میرے والد کے دوست ہیں۔ اس گفتگو کو سن کر اس امید پر ان کو دیکھنے لگا کہ یہ خوش ہوں گے۔ اور میری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ مگر خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم سید صاحب مرحوم کا چہرہ غصہ سے تمتما گیا اور بگڑ کر بولے کہ مزاج علی نے یہ کیا حماقت کی کہ اس معصوم بچے کو حفظ قرآن میں لگا دیا۔ کیا ان کا یہ مقصد ہے کہ اس کو حافظ ہونے کے بعد قبروں پر تلاوت قرآن کی ملازمتیں کرنے اور فاتحہ کے حلوے کھانے پر مجبور کریں۔

میں اس وقت بہت ہی چھوٹی عمر کا تھا بعض الفاظ میں تو تتلا پن بھی تھا کہ ان کو نقل کر کر کے میرے دوست ہنسا کرتے تھے۔ اس کم سنی کے باوجود مجھ کو یاد ہے کہ سید صاحب مرحوم کے یہ الفاظ مجھ کو بہت گراں گزرے اور میں نے ان کے اس کلام کو توہین قرآن کے مترادف سمجھا۔

سید صاحب مرحوم خود انگریزی تعلیم یافتہ نہ تھے۔ بلکہ شاید انگریزی کا ایک حرف بھی نہ جانتے تھے۔ پنج وقتہ نماز پڑھتے تھے۔ بعض مرتبہ انگریز حاکم کے سامنے پیش شدہ کاغذات کھلے چھوڑ کر نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں چلے آتے تھے۔ کچہری جاتے تھے تو عالمانہ وضع کا سیاہ جبہ پہن کر جاتے تھے۔ اور نہایت دینداری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ تھی کہ اس علو مرتبت کے باوجود ایام محرم میں مہندی اپنے ننگے سر پر رکھ کر اور ننگے پاؤں چل کر چڑھانے جایا کرتے تھے۔ آگے آگے باجہ بجتا تھا اور پیچھے وہ خود بہ ہیئت کذائی مع اپنے مسلمان عملہ کے ہوتے تھے۔ اس نہایت مقدس رسم میں میں نے بھی کئی سال شرکت کی ہے۔

غرض سید صاحب کی اس نامحمود سعی نے کامیابی حاصل نہ کی اور میں حافظ قرآن کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اس کے بعد ہی میری آنکھوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ سید صاحب مرحوم کی پنشن ہوئی۔ اور اس ضعیفی میں اس کو (خدا جانے کیوں) خیال آیا کہ ان کا چھوٹا بیٹا حافظ قرآن ہو۔ سید صاحب مرحوم صاحب ثروت تھے۔ اچھے اچھے استاذ اس غرض کی انجام دہی کیلئے ملازم رکھے اور برسوں رکھے مگر ان کی آرزو پوری نہ ہوئی۔ میرا تو اب تک یہی خیال ہے۔ کہ شاید خالق عز اسمہ کو سید صاحب مرحوم کی وہ عاجلانہ توہین پسند نہ ہوتی۔ جو کلام قدیم کی ہو گئی۔

(مولانا اعزاز علی صاحب شیخ الفقہ والادب ص۹۱)

مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تصانیف

"دیوبند کی طالب علمی کے بعد قبلہ نما مولوی محمد قاسم کی کتاب میرے لئے ایک بڑی محسن چیز ہے۔ میں یہ شبہ خود تو کبھی دل میں نہیں لا سکا کہ بیت اللہ کے سجدہ میں اور بت پرستی میں کیا فرق ہے۔ مگر جب یہ شبہ میرے سامنے آیا۔ تو میری طبیعت پوری طرح اس کے حل کرنے کی طرف متوجہ ہوئی۔ میں جب قبلہ نما پڑھ چکا تو گویا میرا سارا بدن نئے ایمانی نور سے بھر گیا۔ اس کے بعض چیدہ چیدہ حصے آج تک میں بے نظیر مانتا ہوں۔ اس کتاب نے میری ذہنیت میں ایک دوسری تبدیلی پیدا کر دی۔ دانشمندی حاصل کرنے میں جن مصنفین کی کتابیں مدرسوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ ان کے مصنفین کا ایک خاص اثر طالب علم کے دماغ پر پڑتا ہے وہ ان کی تحقیقات کو بے نظیر چیزیں سمجھنے لگتا ہے۔ پھر اسی روشنی میں وہ کتاب و سنت سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کو میں نے قبلہ نما میں اس طرح پہچان لیا کہ وہ علامہ تفتازانی میر سید شریف ایسے بزرگوں سے اگر یہ ان کی محقق چیزوں کو نہیں مانتے اور اپنا مسلک ان سے جدا مقرر کرتے ہیں اور اپنے مسلک کی پابندی میں اتنے بڑے مشکل مسئلے کو حل کر دیتے ہیں۔ تو ان کا مسلک ان سے میرے نزدیک بہت زیادہ صحیح اور صاف ہے۔ یہی جراثیم تھے جو آگے چل کر شاہ ولی اللہ صاحب تک پہنچانے کے باعث بنے۔ اگر میں ان درسی کتابوں کے مصنفین کی تقلید سے آزاد نہ ہو جاتا۔ تو کبھی شاہ ولی اللہ کو امام نہ مانتا۔"

(مولانا عبید اللہ سندھیؒ ص۳۷)

"اب تک مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے متعلق سنا تھا۔ کہ شعر و خطابت میں اچھے تھے لیکن ٹوٹی پھوٹی سہارنپوری اردو میں ان کے چند رسائل نظر سے گزرے۔ ایسا معلوم ہوا کہ اس زمانے میں جس علم کلام کی حاجت ہے۔ حضرتؒ پر اسی کا الہام ہوا ہے۔ زبان سے قطع نظر کر کے مطالعہ میں مصروف ہوا اور اسلام کا ایک جدید نظام سامنے آ گیا۔"

(سید مناظر احسن گیلانی ص۵۳)

© rasailojaraid.com